Majallah Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 34, Sr.No.92, 2013 pp 61 - 72

مجلّہ تحقیق
مجلّہ کلیہ علوم شرقیہ
جلد ۳۴، جولائی۔ ستمبر ۲۰۱۳ء، شمارہ ۹۲

جموں کشمیر۔ تاریخی پس منظر

ڈاکٹر اصغر اقبال☆

Abstract:

Kashmir is one of the many places of the world, which could easily inspire for the words of hymn. We have discussed it under the lime light of Kashmir History, Kublai's Raj Tarangai, Jone Rajas Nilmat Puran Tarakh Ferozshahi, Tarakh Rashidi, Abul Fazal's Tarikh Aaani Akbri and by Fanq's History; but what I have only duded is the pioneer settlers who would have been the aboriginial, this is as history dictation us, Austric and Nigritos and the Bravadians.

Whatever the Myths made by his torian are the cock and bull story. The existance of this land would have been billions years before and in the shape we see it is the bialogical process and now we are supposed to see the Aryan settlers who established a culture and was developed pantile only by Bandhaal. They have greatly promoted it.

انسانی تاریخ کے ماضی بعید میں ذرائع ابلاغ کے نہ ہونے کتابوں کے عدم طباعت، فن تحریر سے نا آشنائی اور تحریری سہولتوں کے فقدان کے باعث عہد قدیم کے تاریخی، سیاسی، معاشی اور معاشرتی حالات سے متعلق معلومات کے لیے زبانی روایات، دیو مالائی خیالات اور مذہبی تصورات کو ہی بنیاد تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ریاست جموں کشمیر کے ابتدائی وجود اور گذرے زمانوں کے

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ کشمیریات، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

حالات سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے پرانے مورخین کے ساتھ ساتھ یہاں رواں پذیر قدیم روایات، دیومالائی تصوں اور مذہبی تصورات سے بھی استفادہ کرنا پڑتا ہے۔

ریاست جموں کشمیر جو جموں، کشمیر، گلگت بلتستان اور پونچھ کے علاقوں پر مشتمل ہے کے مختلف حصوں کی ابتداء وآغاز سے متعلق روایات مشہور ہیں۔ ذیل میں ہم مختلف علاقوں کے بارے میں معروف روایات علیحدہ علیحدہ مختصر بیان کریں گے۔اور پھر مختلف مورخین کی آواء کا ذکر ہوگا۔

قدیم روایات اور کشمیر کا وجود

کشمیر کے ظہور سے متعلق ایک مشہور قدیم روایت کے مطابق صدیوں پہلے وہ جگہ جہاں آج کشمیر آباد ہے ایک وسیع وعریض جھیل تھی، جس کو 'ستی سر' کہا جاتا تھا۔جھیل میں 'جلد بھو' نام کا ایک آدم خور دیو رہتا تھا۔ جو جھیل سے نکل کر اردگرد کی آبادیوں میں موجود خلق خدا کو اذیت پہنچاتا تھا۔اور آبادیاں تہس نہس کر دیتا تھا۔آخر کار بھگوان برہما کا پوتا کشپ رشی عبادت کی غرض سے وہاں آیا۔اس نے دیو کی کارستانی دیکھی تو خلق خدا کو اس قہر سے بچانے کے لیے بارہ مولا کے قریب سے پہاڑ کاٹ کر جھیل کا پانی خارج کیا۔اور آدم خور دیو کو ہلاک کر دیا۔اس کے بعد کشپ نے یہاں آبادی بسائی اور ''کشمیر'' وجود میں وجود پذیر ہوا۔

ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت سلیمانؑ جب سیر وسیاحت کی غرض سے اس علاقے میں آئے کی پرفضا آب وہوا کو دیکھ کر یہی کے ہورہے۔اور یہاں آبادی قائم کرنے کا خیال ان کے دل آیا تو انہوں نے کشف دیو کو جھیل ستی سر کا پانی خشک کرنے پر مامور کیا جس نے بارہ مولا کے قریب سے پہاڑ کو کاٹ کر جھیل کا پانی خشک کیا اور یہاں کشمیر کی بنیاد پڑی۔

تاریخ اور کشمیر کا وجود

دیومالائی قصوں اور روایات کے برعکس کشمیر کی ابتداء کے حوالے سے قدیم تاریخی مواد کا جائزہ لیا جائے تو ظاہر ہوتا ہے کہ قدیم مورخین نے بھی زبانی اور سینہ بہ سینہ چلنے والی روایات کو ہی بنیاد بنایا ہے۔ایسا غالباً مخصوص ماحول اور مذہبی تصورات کی وجہ سے ہوا ہے۔ پنڈت کلہن کی تاریخی تصنیف ''راج ترنگی''، جو کشمیر کی سب سے پرانی تاریخ تسلیم کی جاتی ہے میں آیا ہے کہ ''زمانہ سابق

میں ابتدائے کلب سے لیکر وہ زمین جو ہمالیہ کے دامن میں واقع ہے ابتدائی چھ منوؤں کے عہد میں پانی سے ڈھکی ہوئی تھی۔ اور یہاں ستی سر نامی جھیل واقع تھی۔ اس کے بعد جب موجودہ ساتویں منو ویوسوت کا زمانہ آیا تو پرجاپتی کشپ نے دروھم (برھما) اور پپید (وشنو) اور رودر (شو) کی رہبری میں دیوتاؤں سے مدد حاصل کر کے جلد بھورا کھش کو جو اس جھیل میں رہتا تھا مرواڈالا اور اس زمین کو جو جھیل کے باعث رکی ہوئی تھی کشمیر کے نام سے آباد کیا۔ ۱

مکمل تاریخ کشمیر کے مورخ لکھتے ہیں کہ وہ جگہ جہاں آج کشمیر کی وادی آباد ہے ایک وسیع وعریض جھیل تھی۔ جو خوفناک اور ناقابل گذر پہاڑوں اور ویران وسنسان جنگلوں میں گھری تھی۔ انسان تو درکنار پرندے بھی اس ناقابل عنور فصیل کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ کر لوٹ جاتے تھے۔ ۲ کشمیر کی ابتدا سے متعلق روایات کو ہی بنیاد بناتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جھیل ستی سر میں ایک آدم خور دیو تھا۔ کشپ رشی نے اسے مارنے کا قصد کیا۔ تو اندازہ ہوا کہ جلد بھو دیو کو پانی میں بڑی طاقت حاصل ہے۔ لہذا پہلے جھیل کا پانی خشک کرنے کا فیصلہ ہوا۔ پانی کے اخراج کے لیے بارہ مولا کے مقام سے پہاڑ کو کاٹا گیا۔ جھیل خشک ہوئی تو جلد بھو پر قابو پایا گیا۔ اور کشپ رشی نے اس خطۂ زمین کو کشمیر کے نام سے آباد کیا۔

ڈاکٹر صوفی لکھتے ہیں کہ قدیم روایتیں اور جیالوجیکل سروے کے نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ آج سے تقریباً دس کروڑ برس قبل وہ جگہ جہاں آج کشمیر آباد ہے ایک وسیع وعریض جھیل تھی۔ ۳ انھوں نے قدیم روایات بیان تو کی ہیں۔ لیکن جھیل کے خشک ہونے کو ارتقائی عمل قرار دیا ہے۔ اور زمینی تبدیلیوں کے باعث ایسا ہونا بیان کرتے ہیں۔ ۴

محمد آمین پنڈت نے بھی روائتی کہانی بیان کی ہے۔ اور متذکرہ بالا رائے سے اتفاق کیا ہے۔ ۵

ایک انگریز قلمکار Earnest. F. Neve نے بھی کشمیر کے آغاز سے متعلق ڈاکٹر صوفی کے خیالات سے اتفاق کیا ہے۔ تاہم اس نے مزید کچھ باتیں بھی اسی ضمن میں بیان کی ہیں۔ ۶

کشمیر کی آبادکاری سے متعلق اور حضرت سلیمانؑ کی یہاں آمد کے حوالے سے بحث کرتے ہوئے سید محمود آزاد لکھتے ہیں کشمیر میں پہاڑوں پر موجود حضرت سلیمانؑ کی نشست گاہوں اور باغ

سلیمان کے نام سے پکارے جانے کے باوجود ایسی روایت کی تصدیق کے لیے کافی مواد مہیا نہیں ہوتا۔ اس لیئے کہ اگر میسر تاریخی مواد کی بنیاد پر پرکھا جائے تو کشمیر کو آباد ہوئے پانچ ہزار برس سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے۔ ۷ ۸ جب کہ روایت کے مطابق حضرت سلیمانؑ کلجگ سے اٹھارہ سو سال بعد اس دنیا میں تشریف لائے۔ ۹ لہذا یہ کسی طور ممکن ہی نہیں کہ اپنی ولادت سے دو ہزار سال قبل وہ کشمیر کو آباد کر سکتے تھے۔

قدیم روایات اپنے اندر کتنی سچائی رکھتی ہیں اس بحث سے قطع نظر اگر خالص سائنسی اور ارضیاتی نقطہ نظر سے جائزہ لیا جائے تو ظاہر ہوتا ہے کہ ماضی میں کشمیر ایک جھیل کی صورت میں تھا اور پھر ارضیاتی عمل کے باعث بارہ مولا کے مقام پر سے پانی کا اخراج بھی درست معلوم ہوتا ہے۔ ۱۰

فرانسس برنیئر ایک فرانسیسی معالج تھا اور شاہجہاں اورنگ زیب کے عہد میں ہندوستان آیا۔ وہ ۱۶۶۵ء میں شاہی قافلے کے ساتھ کشمیر کی سیر کو آیا۔ اس نے اپنے سفرنامے میں کشمیر کے متعلق کافی تفصیلات لکھیں ہیں کہ حوالے ڈاکٹر صابر آفاقی بھی کشمیر کی جغرافیائی صورحال سے اس کا تخلیقی تعلق بتاتے ہیں۔ ۱۱

جدید دور میں کشمیر کی ابتداء اور تاریخ کے حوالے سے تحقیق کرنے والے جسٹس (ریٹائرڈ) راجہ اکرم کے خیال کے مطابق زیر زمین پلیٹوں کے سرکنے اور جغرافیائی تبدیلیوں کے باعث ستی سر نامی جھیل کا پانی خشک ہوا۔ اور وہاں کشمیر کا موجودہ علاقہ آباد ہوا۔ ۱۲

طبقات الارض کے ماہرین کے مطابق جب کشمیر میں ہر طرف پانی ہی پانی تھا۔ تو خشکی کا پہلا سرا جو آتش فشاں جزیرے کی صورت میں نمودار ہوا کوہِ سلیمان تھا۔ وقت گذرنے کے ساتھ پہاڑ اونچائی حاصل کرتے گئے۔ اور وادی کشمیر جھیل کی صورت اختیار کر گئی۔ آخر کار اس جھیل کا سارا پانی بارہ مولا کے نشیبی درہ سے خارج ہوتا گیا اور اس طرح وادی کمشیر وجود میں آئی۔

جدید علوم کی روشنی اور سائنسی نقطہ نظر کے تحت جھیل ستی سر کا ارضیاتی عمل سے ہی خشک ہونا ممکن ہے۔ اور یقیناً ایسا ہی ہوا ہے۔ روائتی قصے اور دیو مالائی خیالات گئے زمانوں کے ماحول کا نتیجہ ہیں۔ اور ان کی بنیاد پر کسی مفروضے پر یقین آج کے جدید دور میں ناممکن ہے۔

کشمیر میں انسانی آبادکاری۔مختلف نقطہ نظر

روایات اور آراء

کشمیر میں انسانی آبادی کے آغاز اور ارتقاء کے حوالے سے جب ہم جائزہ لیتے ہیں تو ثابت ہوتا ہے کہ جب کشپ رشی نے جھیل ستی سر کو خشک کیا تو اس سے قبل یہاں انسانی آبادی موجود تھی۔ کیونکہ جلد بھو کے ستم سے تنگ ہو کر کشپ رشی سے مدد کی درخواست کرنے والے اسی علاقے کے مکین تھے۔ اور یہی دلیل یہاں کشپ سے قبل انسانی آبادی کے ہونے کے ثبوت کے لیے کافی ہے۔ البتہ قدیم زمانوں میں یہاں مستقل آبادی نہ تھی۔ اس کی وجہ موسمی حالات کی شدت اور ناموافق آب و ہوا کا ہونا تھا۔

کشپ رشی سے پہلے یہاں آباد لوگوں سے متعلق تاریخ سے زیادہ معلومات تو حاصل نہیں ہوئی لیکن ضرور پتا چلتا ہے کہ قدیم تاریخی مآخذوں ''گپتا'' میں سلورج ورما اور ''نیلہ مت پوران'' میں دربادیو وغیرہ کے نام سے جن حکمرانوں اور سرداروں کا بیان آیا ہے۔ وہ اسی دور سے متعلق تھے۔

کشمیر کے قدیم حالات کی روشنی میں ظاہر ہوتا ہے کہ ایک طویل عرصہ تک کشمیر میں عام چلن نہ تھا کہ لوگ گرمیوں میں قرب اور جوار کے علاقوں سے یہاں آتے اور سردیوں میں کوچ کر جاتے۔ ایک روایت کے مطابق ایک بار جب سردیوں کا آغاز ہوا اور یہاں کے مکین کوچ کرنے لگے تو ایک باڑھا شخص جو چلنے پھرنے سے معذور تھا کو وہیں چھوڑ گئے۔ یہ وہ دور تھا جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ شدید سردیوں میں ہولناک ڈراؤنی مخلوق اس علاقے کا رخ کرتے تھی۔ اور بے انتہا تباہی اور بربادی کا باعث بنتی تھی۔ اس دفعہ بھی جب وہ مخلوق وارد ہوئی تو بوڑھا گھبرا کر بھاگا۔ اور کسی طرح چشمہ نیلہ ناگ کے کنارے راجہ نیلہ ناگ کے دربار میں جا پہنچا۔ اور اسے اپنی بپتا سنائی۔ راجہ نے بوڑھے کو ''نیلہ مت پوران'' پر ایمان لانے کو کہا تا کہ بری مخلوق کے شر سے محفوظ رہ سکے۔ بوڑھا ایمان لایا۔ اور محفوظ رہا۔ بدلتے موسم میں جب اس کے قبیلے کے لوگ واپس آئے اور انہوں نے بوڑھے کو زندہ سلامت دیکھا تو حیران ہوئے۔ بوڑھے نے سارا ماجرا سنایا۔ پھر سردار دریا دیو پورے قبیلے سمیت ''نیلہ مت پورا'' پر ایمان لے آیا۔ اور وہیں رہنے لگا۔ یہ لوگ کتنا عرصہ یہاں رہے۔ یہ امر

تحقیق طلب ہے۔ان کے تمدن کے متعلق زیادہ معلومات دستیاب نہیں۔لیکن اتنا ضرور ہے کہ یہ لوگ گروہ کی شکل میں رہتے تھے۔اوران کا ایک سردار ہوتا تھا۔کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ آج کل کے وسط افریقہ کے باشندوں کی طرح رہتے تھے۔

محمد الدین فوق کہتے ہیں جب کشپ نے کشمیر کو آباد کیا تو روایات کے مطابق ''کٹنا چارج، ممتا چارج اور اٹنا چارج تین بھائی تھے۔جو اس خطۂ بے نظیر میں آبادی کے بانی ہوئے۔۱۳

کشمیر میں ابتدائی انسانی آبادکاری کے بارے میں ڈاکٹر یوسف بخاری لکھتے ہیں ''کشمیر میں پہلی انسانی آبادکاری اور اس کے ارتقاء کے بارے چند باتیں یقینی ہیں۔ان کے خیال کے مطابق کشمیر میں انسانی آبادکاری کے اولین سراغ پاکستان کے علاقوں سے ملتے ہیں''۔۱۴

سید محمود آزاد لکھتے ہیں کہ ''دراوڑ قوم نے اپنی بستیاں دور دور تک پھیلا دیں تھیں۔یہاں تک کہ کشمیر کے چاروں طرف پہاڑی دروں میں بھی ان کا عمل دخل شروع ہو چکا تھا''۔۱۵ واضح رہے کہ دراوڑوں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ پنجاب کے پہلے آبادکار ہیں۔

یوسف بخاری لکھتے ہیں کہ ہندوستان کے قدیم باشندوں کے بارے میں عام بلکہ متفقہ رائے یہی ہے کہ ہند میں پہلے نیگرائڈ اس کے بعد پروٹو آسٹرائیڈ پھر آسٹرک آئے۔اور تھوڑے عرصے بعد دراوڑ وارد ہوئے۔آگے لکھتے ہیں کہ ہند کے قدیم آبادکار دراوڑ تھے جن میں نیگرائنڈ، اسٹرک سب لوگ شامل تھے۔۱۶

یوسف بخاری کی رائے کے بعد اس امر سے اتفاق کرنا پڑتا ہے کہ کشمیر میں ابتدائی انسانی آبادکاری کا سراغ پنجاب (پاکستان) سے ہی ملتا ہے۔

ممتاز مورخ اے سمتھ بھی کہتے ہیں کہ ''شمالی انڈیا میں انسانی ابتداء سے متعلق تو آثار 'سلواں' سے ملے ہیں وہی ان علاقوں میں ابتدائی انسانی آبادی کاری کی موثر دلیل ہیں۔۱۷

سلواں وادی کشمیر کے سرحدی پہاڑی علاقوں سے جڑی ہے۔لہذا قیاس کیا جاسکتا ہے کہ علاقائی اتصال اور ایک جیسے موسمی حالات کے باعث پہلا انسان پنجاب کے انہی علاقوں سے کشمیر میں داخل ہوا ہوگا۔یوسف بخاری نے اس کے متعلق لکھا ہے کہ ''وہ پہلے کشمیر کے پہاڑی علاقوں تک پہنچے اور ان پہاڑی دروں میں دو مرحلے طے کرنے کے بعد ان کے قدیم کشمیر کے میدانی حصے تک پہنچے''۔

متذکرہ بالا آراء کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ کشمیر میں انسانی آبادی کا آغاز آریوں کی ہندوستان آمد سے قبل ہو چکا تھا۔ آریوں کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ لگ بھگ ۱۵۰۰ قبل مسیح میں ہند میں وارد ہوئے۔ ۱۸

محمد الدین فوق کہتے ہیں کہ جب ۳۸۸۹ ق م میں طوفان نوح آیا اور ۱۹ سارا ملک تباہ ہوا۔ اور جھیل کی شکل اختیار کر گیا تو اس سے قبل یہاں آبادی تھی۔

اس بعد کشپ رشی نے ستی سر کا پانی خشک کیا۔ اور کشمیر دوبارہ آباد ہوا۔ اس دوران مختلف مراحل طے کرتے ہوئے کشمیر کا معاشرہ ''کوٹہ راج'' میں داخل ہوا۔ مختلف علاقوں کے نام آج بھی اسی دور کی یادگار ہیں۔ مثلاً شال کوٹ، اندر کوٹ اور راولا کوٹ وغیرہ۔ باہمی جنگ وجدل کے اس دور کے بعد ۳۱۸۰ ق م میں والی جموں پورن کرن کے بیٹے دیا کرن نے کشمیر کو فتح کیا اور یہاں کا حکمران بنا۔ دیا کرن کے عہد سے یہاں پر ہنود راجگان کا طویل دور شروع ہوا۔ ہندومت کے ساتھ اس دور میں بدھ مت اور شلومت کو بھی رواج دیا۔ ہنو راجگان کے بعد مسلم سلاطین کا عہد آیا۔ پھر مغل، افغان، سکھ اور ڈوگرہ حکمران ہوئے۔ آخر کار ۱۹۴۷ء کو ڈوگرہ عہد کا خاتمہ ہوا اور کشمیر کی موجودہ منقسم صورت سامنے آئی۔

کشمیر کے ابتدائی باشندے

کشمیر میں انسانی آبادکاری کے حوالے سے بحث کے دوران یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ کشمیر میں ابتدائی انسانی آبادکاری کا عمل پاکستان کے ملحقہ علاقوں سے شروع ہوا۔ پاکستان جو اس وقت برصغیر کا ایک حصہ تھا کے ابتدائی باشندوں کے بارے میں متفقہ رائے ہے کہ ہند میں پہلے آفریقہ سے آئے ہوئے نیگرائیڈ، فلسطین سے آنے والے پروٹو آسٹرائیڈ آباد ہوئے۔ ان کے بعد آسٹرک آئے۔ پھر دراوڑ آئے۔ ۲۰ اگرچہ ہندوستان میں بسنے کے بعد یقیناً ان کے قدم کشمیر کی طرف بھی اٹھے ہوں گے۔ لیکن ان کے کشمیر میں جانے سے قبل بھی وہاں لوگ آباد تھے۔ اور وہی کشمیر کے ابتدائی باشندے ہیں۔ ذیل میں کشمیر کے ان ابتدائی باشندوں کے متعلق آراء کا جائزہ لیں گے۔

ڈاکٹر شجاع ناموس لکھتے ہیں کہ'' آریوں کے اس سرزمین پر آنے سے قبل اس تمام پہاڑی علاقے میں ایک قدیم قوم آباد تھی۔ یہ قدیم لوگ خون کے لحاظ سے تورانی تھے۔ ھُن لوگوں سے ملتے

جلتے تھے۔[۲۱]

ڈاکٹر ناموس مزید لکھتے ہیں کہ ''جہاں تک میری تحقیق کام کر سکی ہے ان روایات سے ہم یہ نتائج نکال سکتے ہیں کہ گلگت کے صوبے میں جس کا مرکز وادی گلگت ہے اور کشمیر کی وادی میں بہت قدیم زمانہ میں ایک ناگ قوم آباد تھی۔ اس کا نام سنسکرت لٹریچر میں ناگ لکھا ہے۔ نسل کے لحاظ سے یہ ھُن تھے''۔

محمد الدین فوق نے بھی یہ رائے ظاہر کی ہے کہ کشمیر کے قدیم آباد کار ناگ قبیلے کے لوگ تھے۔[۲۲]

بدھ مورخ تارا ناتھ اور بدھ شاستروں سے بھی اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ کشمیر کے ابتدائی باشندے ناگ تھے۔

ڈاکٹر جی ایم ڈی صوفی اس سلسلے میں کہتے ہیں ''کشمیر کے ابتدائی آباد کار ناگ تھے۔ جو آریوں سے قبل یہاں رہتے تھے''۔[۲۳]

انسائیکلوپیڈیا براٹنیکا میں بھی ناگ لوگوں کو کشمیر کے ابتدائی آباد کار بتایا گیا ہے۔[۲۴] پریم ناتھ بزاز کہتے ہیں کہ قدیم کشمیری ناگ کہلاتے ہیں۔ جو سانپوں کی پوجا کرتے ہیں۔ ۲۵

عبداللہ قریشی اس متعلق خیال ظاہر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''بدھ زمانے سے پہلے اور بعد میں ناگ پوجا کا وسیع رواج اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ وادی کے ابتدائی آباد کار ضرور وہ لوگ ہوں گے جو باشندگان قدیم کے نام سے مشہور ہیں۔ اور آریاؤں کی آمد سے پہلے یہاں آباد تھے۔[۲۶]

ممتاز ماہر لسانیات گریرسن نے بھی ناگ لوگوں کو ہی کشمیر کے ابتدائی باشندے قرار دیا ہے۔[۲۷] سنیتی کمار چیڑ جی نے ان ہی ناگ لوگوں کو نیگرائیڈ کہا ہے۔

ڈاکٹر یوسف بخاری کہتے ہیں کہ کشمیر کے ابتدائی لوگ ناگ تھے۔[۲۸]

بنی اسرائیل اور کشمیر کے ابتدائی باشندے

کشمیر کے ابتدائی باشندوں کے حوالے سے ایک رائے یہ بھی ہے کہ کشمیری بنی اسرائیل کی

نسل ہیں۔اس رائے کی تائید میں یہ دلیل دی جاتی ہے کہ کہ حضرت یعقوبؑ جن کے بارہ بیٹے ہوئے کا لقب اسرائیل تھا۔ان کے بارہ بیٹوں کے حوالے سے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے مشہور ہوئے۔ان کی کئی گوتیں بنیں اور آبادی لاکھوں تک جا پہنچی۔جب بخت نصر نے ان کو آزاد کیا تو ان کے دو قبیلے واپس فلسطین چلے گئے اور باقی ایران، افغانستان اور کشمیر کی طرف نقل مکانی کر گئے۔کشمیری اور پٹھان زیادہ تر بنی اسرائیل ہیں۔اور اس کا ثبوت بعض گوتوں اور جھگوں کے نام ہیں۔جو عبرانی ناموں سے ملتے جلتے ہیں۔۲۹

ایک اور رائے کے مطابق وادی کی سیاحت کو آنے والے جہاندیدہ اور صاحب عقل لوگوں نے ہمیشہ یہ بات محسوس کی کہ کشمیریوں کی جسمانی اور نسلی خصوصیات اس کے اردگرد بسنے والوں سے مختلف ہیں۔اور ان کے خیال کے مطابق کشمیریوں کے خدوخال یہودیوں بلکہ عبرانیوں سے ملتے جلتے ہیں۔سر والٹر لارنس کہتے ہیں۔''مڑہ ہوئی ناک کشمیریوں کی امتیازی خصوصیت ہے اور عبرانی ناک نقشہ عام ہے''۔۳۰

ینگ ہسبنڈ لکھتے ہیں کہ ''ہم نے قدیم اسرائیلی ہیروؤں کی جو تصویر اپنے ذہن قائم کی تھی۔اسے کشمیر میں سچ مچ دیکھنا ممکن ہے۔کچھ لوگ تو یہاں تک کہتے ہیں (گو میرے نزدیک ان کے پاس کوئی خاص ثبوت نہیں) کہ کشمیری اسرائیل کے گم گشتہ قبائل ہیں۔اور واقعہ یہ ہے کہ اصلی انجیلی چہروں کو کشمیر میں ہر جگہ دیکھا جا سکتا ہے۔۳۱

اورنگ زیب عالمگیر کے ساتھ ۱۶۶۵ء میں کشمیر کا سفر کرنے والا یورپی سیاح برنیئر لکھتا ہے کہ پیر پنچال کے پہاڑ پار کر کے کشمیر میں داخل ہونے پر مجھے سرحدی دیہات کے باشندے یہودیوں سے بہت مشابہ معلوم ہوئے۔ان کے خدوخال اور آداب اسی قدیم قوم کے معلوم ہوتے ہیں۔۳۲

البیرونی جو ۱۰۲۱ء میں محمود غزنوی کے کشمیر پر حملہ کے وقت اس کا ہم سفر تھا کی رائے کے مطابق ''کشمیری ملک کے فکری دفاع کے متعلق خاص طور پر فکر مند رہتے ہیں۔گذشتہ زمانے میں ایک بادو بدیسیوں بالخصوص یہودیوں کا ملک میں آنے کی اجازت تھی''۔مگر اب ایسا نہیں ہے۔۳۳

امیر کبیر سید علی ہمدانی نے بھی کشمیر میں بنی اسرائیل کی آباد کاری کی تائید کی۔اور کشمیر کو باغ سلیمان کہا۔۳۴

وسط ایشیائی باشندے اور ابتدائی آبادکاری

قدیم زمانے میں چونکہ کشمیر کے تعلقات چین اور وسط ایشیاء کے ساتھ تھے۔ لہذا وسط ایشیاء اور چین کے کچھ لوگ یہاں آن بسے تھے۔ بعض لوگوں نے ان کو بھی ابتدائی باشندے قرار دیا ہے۔

لیکن اوپر بیان کی گئی آراء کی روشنی میں پورے اعتماد سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ ابتدائی لوگ جنہوں نے کشمیر میں انسانی زندگی کا آغاز کیا وہ ناگ تھے جو سانپوں کو پوجتے تھے۔ یہ بات اس لیئے بھی ممکن ہے کہ کشمیر کے حوالے سے جس مقدس کتاب ''نیلہ مت پوران'' کو سب سے قدیم دستاویز مانا جاتا ہے۔ اور جس سے استفادہ کا اعتراف پنڈت کلہن نے راج ترنگنی میں کیا ہے۔ کے ماننے والے لوگ راجہ نیلہ ناگ کی قوم تھے۔ ان کا دربار چشمہ نیلہ ناگ کے باہر لگتا بیان ہوا ہے۔ زیادہ اور غالب امکان یہی ہے کہ انہی ناگ لوگوں نے کشمیر میں زندگی کا آغاز کیا۔ جہاں تک بنی اسرائیل اور اہل کشمیر کا تعلق ہے تو اس کے متعلق کوئی زیادہ واضح ثبوت موجود نہیں ہیں۔ ڈاکٹر صوفی نے اس سوچ کو رد کیا ہے۔

☆☆☆☆

حواشی

۱۔ راج ترنگنی، پنڈت کلہن، ویری ناگ پبلشرز، صفحہ نمبر ۸، میر پور
اردو ترجمہ۔ٹھاکر شاہپوریہ، جلد اول
۲۔ مکمل تاریخ کشمیر، محمد الدین فوق، ویری ناگ پبلشرز، صفحہ نمبر ۲۷، میر پور
۳۔ Kashir، ڈاکٹر غلام محی الدین صوفی، جلد اول، صفحہ نمبر ۹ پنجاب یونیورسٹی لاہور
۴۔ ایضاً، صفحہ نمبر ۱۱
۵۔ مختصر تاریخ کشمیر، محمد آمین پنڈت، گلشن پبلشرز، صفحہ نمبر ۲۲، سری نگر
۶۔ اقبال اور کشمیر، سلیم خان گمی، صفحہ نمبر ۱۵
۷۔ اریخ کشمیر (از ابتدا تا ۱۹۴۷) سید محمود آزاد، ادارہ معارف کشمیر، صفحہ نمبر ۱۰، ہاڑی گہل آزاد کشمیر
۸۔ معالعہ پاکستان، ایڈیٹر سید قاسم محمود، صفحہ نمبر ۷، کشمیر نمبر اپریل ۱۹۹۲ء
۹۔ مکمل تاریخ، کشمیر، از فوق، صفحہ نمبر ۱۴
۱۰۔ An Introduction to Kashmir, by Maneck. B. Pithawalla, Karachi University.P-08.
۱۱۔ تاریخ کشمیر، اسلامی عہد میں، ڈاکٹر صابر آفاقی، صفحہ نمبر ۱۰
۱۲۔ تاریخ کشمیر، از جسٹس راجہ محمد اکرم، مظفر آباد
۱۳۔ مکمل تاریخ کشمیر، فوق، صفحہ نمبر ۱۲
۱۴۔ کشمیر اور اردو کا تقابلی مطالعہ، سید یوسف بخاری، صفحہ نمبر ۱۲، مرکزی اردو بورڈ لاہور۔
۱۵۔ سید محمد آزاد، تاریخ کشمیر، صفحہ نمبر ۲۵
۱۶۔ کشمیر اور اردو کا تقابلی مطالعہ، سید یوسف بخاری، صفحہ نمبر ۱۶
۱۷۔ Oxford History of India, A. Smith. P-23
۱۸۔ Indo Aryan and Hindi, by Suniti Kumar Chattarji. P-18

۱۹۔ مکمل تاریخ کشمیر، فوق، صفحہ نمبر ۱۴

۲۰۔ ہندوستانی لسانیات کا خاکہ از جان بیمز، ترجمہ احتشام حسین، صفحہ نمبر ۲۹

۲۱۔ گلگت اور شینا زبان، ڈاکٹر شجاع ناموس، صفحہ نمبر ۱۰۹

۲۲۔ تاریخ اقوام کشمیر از محمد الدین فوق، صفحہ نمبر ۱۶

۲۳۔ Kasheer, Q.M.D. Sufi, Vol-I. P-15

۲۴۔ انسائیکلو پیڈیا برائٹیکا، ۱۷۶۸ء، صفحہ نمبر ۲۹۰

۲۵۔ The History of Struggle for Freedom in Kashmir, by. Prem Nath Bazaz (Ministry of Education, Islamabad).P-25

۲۶۔ آئینہ کشمیر، مرتب عبداللہ قریشی، آئینہ ادب چوک مینار لاہور، صفحہ نمبر ۷۶، ۱۹۶۶ء

۲۷۔ The Pisaca Languages of Grierson. North Western India. P-2

۲۸۔ کشمیری اور اردو زبان کا تقابلی مطالعہ، یوسف بخاری، صفحہ نمبر ۲۷

۲۹۔ آئینہ کشمیر، مرتب عبداللہ قریشی، صفحہ نمبر ۷۵

۳۰۔ Valley of Kashmir. By: Young Husband. P-318

۳۱۔ The Kashmir. By: Young Husband. P-129,130

۳۲۔ آئینہ کشمیر، عبداللہ قریشی، صفحہ نمبر ۷۶

۳۳۔ کتاب الہند، (اردو ترجمہ) البیرونی، صفحہ نمبر ۱۹

۳۴۔ آئینہ کشمیر، عبداللہ قریشی، صفحہ نمبر ۷۶